بماہ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ

تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام

الحمد للہ کہ رسالہ ہذا مصنفہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول

حضرت مولانا مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ العالی المسمی بہ

تحقیق الخطبۃ الجمعۃ

مؤلفہ حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

مع اضافہ خطبہ

حضرت مولانا الحاج سید حسین احمد صاحب جانشین شیخ الہند

صدر المدرسین دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم

باہتمام

احقر محمد علی ناظم کتب خانہ امدادیہ دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

کتب خانہ امدادیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع ہوا

تجلی برقی پریس دہلی

یہ رسالہ و نیز ہر قسم کی دینی و درسی کتب قرآن مجید و حمائل شریف مصری و مترجم اور خصوصاً علمائے دیوبند کی تصانیف ہمارے یہاں خاص عنایت سے فروخت ہوتی ہیں ناظم کتب خانہ امدادیہ دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیق مسئلہ خطبہ جمعہ

بزبان اردو فارسی وغیرہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

۱۔ زید کہتا ہے کہ خطبۃ الجمعۃ والعیدین بزبان عربی مسنون ہے۔ زبان اردو یا دیگر غیر عربی زبانوں میں خطبہ پڑھنا [illegible] رسول اللہ اور صحابہ تابعین تبع تابعین مجتہدین محدثین فقہاء امت کے طرز [illegible] ہے۔

۲۔ عمرو کا دعوی ہے کہ خطبہ مذکور سامعین کی زبان میں ہونا چاہئے خواہ زبان اردو ہو یا فارسی عربی ہو یا ترکی جاپانی ہو یا انگریزی اور خطبہ کو سامعین کی زبان میں پڑھنا ہی علی الدوام سنت ہے کیونکہ خطبہ کی غرض وعظ وتذکیر اور احکام کا سنانا ہے اور یہ غرض زبان مروجہ ہی میں خطبہ پڑھنے سے حاصل ہو سکتی ہے عمرو یہ سوال بھی پیش کرتا ہے کہ عیدین کی نماز کے بعد جو خطبہ بزبان عربی پڑھا جاتا ہے اسکے پڑھتے وقت خطیب کے مخاطب آیا وہ انسان ہوتے ہیں جسکی طرف منہ کر کے وہ کھڑا ہوتا ہے یا اور کوئی مخلوق اور یہ کہ عیدین کے متعلق جو مسائل واحکام بیان کرتا ہے اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو مسائل واحکام سے آگاہی ہو یا اسکے سوا کچھ اور۔

عمرو اپنے دعوے پر حسب ذیل کتب۔ لغت۔ احادیث۔ فتاوی سے استدلال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مصباح المنیر میں ہے۔ فیقال فی المواعظۃ خطب القوم۔ غیاث اللغات میں ہے خطبہ بالضم وسکون طاء حمد ونعت خطاب و نصیحت و وعظ بخلق اللہ باشد۔ کتاب ترغیب وترہیب میں ابن ماجہ سے بسند حسن منقول ہے کہ عن ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ یوم الجمعۃ تبارك وهو قائم یذکر بایام اللہ۔ فتاوی عالمگیری میں خطبہ کی سنتوں میں وعظ کرنا اور سمجھانا تحریر کیا ہے۔ وقال صاحب الفتاوی الہندیۃ واما سننہا یعنی الخطبۃ فخمسۃ عشر ثم

قال بعد ذالك وعاشرہا العظۃ والتذکیر در مختار باب العیدین میں ہے انما جعل الخطبۃ للتعلیم۔ کفایہ میں ہے ولو خطب قاعدًا او علی غیر طہارۃ اجزاہ لحصول المقصود وہو الوعظ والتذکیر۔ اور فتاوی عالمگیری میں ہے۔ ویکرہ للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبۃ الا ان یکون امر معروف ہدایہ میں ہے۔ فان اقتصر علی ذکر اللہ جاز عند ابی حنیفۃ وقالا لابد من ذکر طویل یسمی خطبۃ لان الخطبۃ ھی الواجبۃ والتسبیحۃ والتحمید لا یسمی خطبۃ۔ ہدایہ میں ہے ویخطب بعد الصلوۃ خطبتین یعلم الناس فیہا صدقۃ الفطر واحکامہا لانہا شرعت لاجلہ پس استدعا ہے کہ بدلائل شرعیہ وبراہین عقلیہ بتلایا جاوے کہ خطبہ کے معنے اور اس سے مقصود کیا ہے اور یا وہ زبان عربی میں پڑھنے سے پورا ہو سکتا ہے یا نہیں اور زبان غیر عربی میں خلاف سنت ہے یا نہیں مسلمان نمازی جو عربی سے ناواقف ہیں اور سورہ قرآنی کے معنے کو نہیں سمجھتے وہ احکام شرعیہ کے مکلف ہیں یا نہیں انکی نماز ادا ہوتی اور اس پر ثواب ملتا ہے یا نہیں۔

۲۔ جمعہ وعیدین میں کس حد تک سورۂ قرآنیہ تلاوت کرنا داخل سنت ہے اور کہاں تک مجاز ہے

۳۔ جمعہ وعیدین میں سبح اسم ربك الاعلی الذی اور ھل اتك حدیث الغاشیہ پڑھنا اتباع سنت میں شامل ہے یا نہیں۔

۴۔ طول قرأۃ لعذر ہے یا تخفیف قرأۃ۔

۵۔ قرأت وتلاوت قرآن پر حصول ثواب فہم معانی ومطالب پر موقوف ومنحصر ہے یا نہیں۔

۶۔ جو شخص قرآن کے معنے نہ سمجھے اسے قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں بینوا بالدلائل توجروا

الجواب

(۱) اولاً چند عبارتیں کتب فقہ سے ایسی نقل کیجاتی ہیں جنسے یہ ثابت ہو گا کہ فقہاء کرام نے کسی جگہ تو خطبہ کو محض ذکر قرار دیا ہے اور کہیں صرف موعظۃ وتذکیر اس کے بعد کوئی عبارت ایسی درج کیجائیگی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ انمیں سے خطبہ کا اصلی موضوع لہٗ جس کے بغیر اس کا تقویم ہی نہ ہو سکے لغۃً اور شرعاً کیا ہے۔ اور جن امور زائدہ پر خطبہ کا اطلاق کیا گیا ہے وہ خطبہ کے مفہوم میں کس حد تک داخل ہو سکتے ہیں۔ شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں۔

ولنا ان الخطبۃ ذکر والمحدث والجنب	ہماری دلیل یہ ہے کہ خطبہ ذکر ہے اور محدث یعنی جو

لا یمنعان من ذکر اللہ ما خلا قراۃ القران فی حق الجنب انتھی۔ (کتاب المبسوط۔ للسرخسی جلد ثانی۔ صفہ ۲۶ مصری

ولا ینبغی للامام ان یتکلم فی خطبۃ بشئی من حدیث الناس لانہ ذکر منظوم۔ والتکلم فی خلالہ یذھب بھاءہ الخ۔ (کتاب مبسوط جلد ثانی صفہ ۲۷ مصری

بغیر وضو ہو اور جنبی یعنی جس پر غسل جنابت واجب ہو اللہ کے ذکر سے منع نہیں کئے جاتے البتہ قرأت جنبی کو منع ہے۔

امام کو لائق نہیں ہے کہ خطبہ میں کوئی ایسا کلام کرے جو لوگوں کی باہمی گفتگو کے مشابہ ہو کیونکہ خطبہ ذکر منظوم کا نام ہے اور اسکے درمیان میں کلام کرنا خطبہ کی خوبی و رونق کو زائل کر دینا ہے

اور یہی شمس الائمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں

والخطبۃ کلھا وعظ وامر بمعروف۔ ۔ الخ (مبسوط جلد ثانی صفہ ۲۸ مصری)

اور خطبہ سب کا سب نصیحت اور امر بالمعروف ہے

ولانہ فی الخطبۃ یخاطبھم بالوعظ فاذا اشتغلوا بالکلام لم یفد وعظہ ایاھم شیئا (مبسوط جلد ثانی صفہ ۲۸ مصری)

وھکذا النقل عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ انہ کان یفعلہ لان الخطیب یعظھم (مبسوط جلد ثانی صفہ ۳۰ مصری)

اور اسلئے کہ امام خطبہ میں لوگوں کو نصیحت کے ساتھ خطاب کرتا ہے اور جب لوگ باہم کلام میں مشغول ہونگے تو اسکا نصیحت کرنا انکو کچھ بھی مفید نہوگا

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایسا کرتے تھے اسلئے کہ خطیب انکو نصیحت کرتا ہے

ذیل کی عبارات سے ثابت ہوگا کہ اگرچہ صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقط ایک تسبیح یا تحمید وغیرہ کو خطبہ کے لئے کافی نہیں سمجھتے لیکن وہ بھی خطبہ کو مجرد ذکر ہی قرار دیتے ہیں ہاں یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ ذکر طویل ہو۔ اتنا قصیر نہ ہو کہ خطبہ کا اطلاق ہی اسپر نہ ہو سکے ہدایہ میں ہے

فان اقتصر علی ذکر اللہ جاز عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقالا لابد من ذکر طویل یسمی خطبۃ

فتح القدیر میں ذکر طویل کی شرح میں لکھا ہے قیل اقلہ عندھما قدر التشھد

اگر امام نے فقط ذکر اللہ پر اکتفا کیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے صاحبین کہتے ہیں کہ ذکر طویل ہونا ضروری ہے جسکو خطبہ کہہ سکیں۔

کہا گیا ہے کہ ذکر طویل کا کمتر درجہ صاحبین کے نزدیک

اور علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں اسی قول کے تحت میں لکھا ہے۔ ہے یہ ہے کہ تشہد کی قدر ہو

فی العنایۃ وھو مقدار ثلث آیات عند الکرخی وقیل مقدار التشھد۔

عنایہ میں ہے کہ ذکر طویل کی مقدار کرخی کے نزدیک تین آیتوں کی قدر ہے بعض نے کہا تشہد کی قدر

اور علامہ سید مرتضیٰ زبیدی حنفی احیاء العلوم کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

وعن ابی حنیفۃ یصح الاقتصار فی الخطبۃ علی ذکر خالص للہ تعالیٰ نحو تسبیحۃ او تھلیلۃ او تکبیرۃ مع الکراھۃ وھی التی یعتد بھا۔ ویجزئ ھذا الذکر عن خطبتین ولا یحتاج الی تسبیحتین وعن مالک روایتان کالمذھبین وقال ابو یوسف ومحمد لابد من ذکر طویل یسمی خطبۃ قیل واقلہ قدر التشھد الی قولہ عبدہ ورسولہ حمد وصلوۃ ودعاء للمسلمین الخ (شرح احیاء العلوم مطبوعہ مصر جلد ثالث صفہ ۲۲۶)

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خطبہ میں خالص ذکر پر اکتفا کرنا جائز ہے مثل یکدفعہ تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنے یا تہلیل یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنے و تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے کے مگر کراہتہ کیساتھ اور یہی مقدار وہ ہے جسکا خطبہ میں اعتبار ہے اور اسقدر ذکر دونوں خطبوں کا قائم مقام ہو سکتا ہے اسکی ضرورت نہیں ہے کہ دو خطبوں کیلئے دو دفعہ تسبیح کرے امام مالک سے دونوں مذہبوں کے موافق دو روایتیں ہیں امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ ذکر طویل ہونا چاہئے جو خطبہ کہا جاسکے بعض نے کہا کہ ذکر طویل کی مقدار تشہد کی قدر ہے عبدہ ورسولہ تک۔ کہ اسمیں حمد و صلوٰۃ بھی ہے اور مسلمانوں کیلئے دعا بھی۔

اسی طرح کی سیکڑوں عبارتیں کتب فقہ میں موجود ہیں جنکا استقصا بیفائدہ ہے لیکن اب بعض ایسے اقوال نقل کرتا ہوں جن سے یہ ثابت ہوگا کہ خطبہ کی اصل حقیقت شرعاً و لغۃً مطلق ذکر سے زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ لغۃً تو ذکر اللہ کی بھی تخصیص نہیں مطلق کلام کو خطبہ کہتے ہیں۔ اگرچہ عرف عام میں بعض دوسرے امور بھی جو کہ سنت کے درجہ میں ہیں اسکی ماہیت میں شامل کر لیئے گئے ہوں مجمع البحار میں ہے۔

خطب خطبۃ بالکسر والاسم ایضا بالکسر فاما بالضم فمن القول والکلام انتھی۔

ذرا اور آگے چلکر لکھتے ہیں

وفیہ وانا خطیبھم اذا انصتوا۔ ای انا

خطب خطبۃ بکسر الخاء یعنی مصدر خطب کا خاء کی کسرہ کے ساتھ ہے اور اسکا اسم بھی خطبہ کی خاء کے کسرہ کے ساتھ ہے اور خطبہ کو خاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھیں تو اسکے معنی گفتگو و کلام آگئے ہوں گے

اور میں انکا خطیب ہوں جبکہ وہ سکوت اختیار

المتکلم من الناس حین سکتوا عن الاعتذار فاعتذر بھم ولم یؤذن لغیری فی التکلم۔ انتھی

کریں یعنی تمام لوگوں میں کلام کرنے والا میں ہی ہونگا جبکہ وہ اپنا عذر پیش کرنے سے ساکت ہونگے میں انکے رب کے سامنے عذر پیش کرونگا سوا میرے کسی کو بولنے کی اجازت نہوگی

شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں

ولان المنصوص علیہ الذکر قال اللہ تعالٰی فاسعوا الی ذکر اللہ وقد بینا ان الذکر یتادی بالخطبة ثبت بالنص والذکر یحصل بقولہ الحمد للہ فما زاد علیہ شرط الکمال لا شرط الجواز وھو نظیر ما قال ابو حنیفة ان فرض القراءة یتادی بآیة واحدة انتھی (مبسوط جلد ثانی صفحہ ۳۰ مصری)

اسلئے کہ نص سے ذکر ہی ثابت ہے اللہ تعالی فرماتا ہے خدا کے ذکر کیطرف دوڑو اور یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ خطبہ کیساتھ ذکر نص سے ثابت ہے اور ذکر الحمد للہ سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس سے زائد کمال کی شرط ہے نہ کہ جواز کی اور یہ نظیر ہے امام ابو حنیفہ کے اس قول کی کہ فرض قراءة یعنی نماز میں ایک آیت سے ادا ہو جاتا ہے

اور علامہ سید مرتضی زبیدی حنفی صاحب تاج العروس فی شرح القاموس میں تحریر فرماتے ہیں۔

ودلیل ابی حنیفة قولہ تعالٰی فاسعوا الی ذکر اللہ فلم یفصل بین کونہ ذکرا طویلا او لا فکان الشرط الذکر العام بالدلیل القاطع غیر ان الماثور عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اختیار احد الفردین اعنی الذکر المسمی بالخطبة والمواظبة علیہ فکان ذلک واجبا او سنة لا انہ الشرط الذی لا یجزی غیرہ اذ لا یکون بیانا لان الدلیل وھو لفظ الذکر المامور بالسعی الیہ لیس مجملا لیقع فعلہ وسلم بیانا للمجمل فلم یکن فرضا تنزیلا للمشروعات علی حسب ادلتھا وتؤید ما رواہ قاسم ابن ثابت السرقسطی فی غریب الحدیث عن عثمان رضی اللہ عنہ

امام ابو حنیفہ کی دلیل ارشاد خداوندی فاسعوا الی ذکر اللہ ہے۔ اسمیں اسکی تفصیل نہیں کہ ذکر طویل ہو یا نہو تو اب شرط جواز ذکر عام ہوگا اس قطعی دلیل سے مگر ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے ذکر کی دو فردوں طویل و قصیر میں سے ایک فرد کو اختیار فرمایا یعنی ذکر طویل جسکو خطبہ و مواعظ کہتے ہیں اور اسی پر مداومت بھی ثابت ہے تو یہ ذکر طویل واجب ہوگا یا سنت یہ نہ ہوگا کہ سوائے ذکر طویل کے اور کوئی کافی نہو اور یہ آپکا دائمی عمل بیان نہوگا کیونکہ دلیل یعنی لفظ ذکر جسکا خطبہ میں حکم ہے مجمل نہیں ہے کہ آپ کا فعل اسکے لئے بیان ٹھیرے پس ذکر طویل فرض نہو گا یہ فرق ہمنے اسلئے کیا ہے کہ تمام احکام کو انکے موافق اپنے اپنے درجہ میں کہا جاوے اور اسکی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو قاسم ابن ثابت

انہ صعد المنبر فقال للہ فارتج علیہ فقال ان اول کل مرکب صعب وان ابا بکر وعمر کانا یعدان لھذا المقام مقالا وانتم الی امام فعال احوج منکم الی امام قوال وان امش تاتکم الخطبة علی وجھھا ان شاء اللہ تعالی واستغفر اللہ لی ولکم ونزل وصلی ولم ینکر علیہ احد منھم فکان اجماعا منھم علی عدم اشتراطھا وعلی ان الحمد للہ یسمی خطبة لغة وان لم یسم بہ عرفا واللہ اعلم۔ انتھی (شرح الاحیاء مصری جلد ثالث صفحہ ۲۲۶)

قسطی نے غریب الحدیث میں حضرت عثمان سے روایت کی ہے کہ آپ منبر پر تشریف لیگئے اور الحمد للہ فرمایا پھر تھے کہ آگے نہ چل سکے تب آپ نے فرمایا کہ اول ہر سواری سخت ہوتی ہے ابو بکر و عمر اس موقعہ کیلئے کلام تیار کر لاتے تھے اور تم بہ نسبت گویا اور لسان خطیب کے ایسے امام کے زیادہ محتاج ہو جو کام کرنیوالا ہو اور اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالی تم خطبے بھی اسی طریقے سے سنوگے میں خدا تعالی سے تمہارے اور اپنے لئے استغفار کرتا ہوں یہ فرما کر منبر سے نیچے اتر آئے اور نماز پڑھائی صحابہ میں سے کسی نے آپ پر انکار نہیں کیا تو اب یہ اجماع ہو گیا اسپر کہ ذکر طویل خطبہ کیلئے شرط نہیں ہے اور اس بات پر کہ الحمد للہ بھی لغت کے اعتبار سے خطبہ ہے اگرچہ عرف میں اسکو خطبہ نہ کہتے ہوں واللہ اعلم

اسی کے قریب قریب ابن ہمام رح فتح القدیر میں کہتے ہیں۔

فکان اجماعا منھم اما م علی عدم اشتراطھا واما علی کون الحمد للہ ونحوھا تسمی خطبة لغة وان لم تسم بہ عرفا۔ چند سطور کے بعد فرماتے ہیں۔ والخطاب القرآنی انما تعلق باعتبار المفھوم اللغوی لان الخطاب مع اھل تلک اللغة بلغتھم یقتضی ذلک ولان ھذا العرف انما یعتبر فی محاورات الناس بعضھم لبعض لدلالة علی غرضھم فاما فی امر بین العبد وربہ تعالی فیعتبر فیہ حقیقة اللفظ لغة

پس یہ اجماع ہو گیا صحابہ کا یا تو اس بات پر کہ ذکر طویل شرط نہیں ہے یا اس بات پر کہ الحمد للہ وغیرہ بھی لغت کے اعتبار سے خطبہ ہیں اگرچہ عرف کے اعتبار سے اسکا نام خطبہ نہیں اور خطاب قرآنی کا تعلق مفہوم لغوی کے اعتبار سے ہوتا ہے اسلئے کہ کسی قوم کی زبان میں خطاب کا اسی امر کو مقتضی ہے اور اسلئے کہ عرف کا اعتبار لوگوں کے باہمی محاورات میں ہوتا ہے جو انکی غرض پر دلالت کرے لیکن جو امر کہ بندے اور خدا تعالی کے درمیان ہے اسمیں حقیقت لفظ کا باعتبار لغت کے اعتبار ہوتا ہے

پس جبکہ ان تمام اقوال مذکورہ بالا سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اصل خطبہ مطلق ذکر ہے اور خطبہ سے مقصود حقیقی اور بالذات ذکر کے سوا اور کچھ نہیں تو عمرو کا یہ دعوی کہ خطبہ کی غرض وعظ و تذکیر اور

احکام کا سنانا ہے۔ اور یہ غرض زبان مروجہ میں ہی خطبہ پڑھنے سے اصل ہو سکتی ہے۔ بالکل صحیح نہیں ہے اور جو شواہد اس نے کتب فقہ و لغت سے پیش کئے ہیں وہ عبارات مذکورہ بالا سننے کے بعد کسی فہیم کے نزدیک مثبت مدعا نہیں کیونکہ ہم سر طرح سے بتلا چکے ہیں کہ خطبہ اصل لغت و شرع میں محض ذکر کا نام ہے لیکن عرف عام اور رواج متعارف کیوجہ سے گاہ بگاہ اسکا اطلاق تجوزاً محض موعظت و تذکیر پر بھی کر دیا جاتا ہے اور یہ ایسا ہی جیسا کہ ہمارے محاورات کیموافق اگر کوئی شخص قرآن شریف کی ایک دو آیتوں کا ترجمہ چند سامعین کے روبرو کر دے یا وہ ایک دو مسئلہ فقہی بیان کر کے چلا جائے تو کوئی اسکو نہیں کہتا کہ اسنے وعظ کہا کیونکہ عرف عام میں اب وعظ کیلئے چند خصوصیات ایسے ٹھیر گئے ہیں کہ انکے بغیر عوام ہر ایک پند و نصیحت کو وعظ نہیں سمجھتے۔ پس جب خطبہ اصل میں محض ذکر کا نام ہوا تو اسکی ضرورت نہیں ہی کہ خطیب بعض سامعین کی رعایت سے قرآن اور رسول و اہل جنت کی زبان کو چھوڑ کر انگریزی اور جاپانی میں خطبہ پڑھے اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ خطبہ سے اصل مقصود وعظ و تذکیر ہے تو جبکہ قرآن شریف جو کہ امیین اور آخرین۔ منھم لما یلحقوا بھم۔ کیلئے اتارا گیا ہے اور جسکے اتارنے والے نے اسکے حق میں صاف کہدیا ہے۔ لیکون للعلمین نذیرا۔ اور جس سے مقصود سوائے تبلیغ عام اور احکام عامہ سنانے اور کچھ نہیں ہے وہ اسلئے عربی زبان میں اترے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ او تمام عجمیوں کے ذمہ یہ فرض ہوا کہ وہ جسطرح ممکن ہو اسکو پڑھیں اور سیکھیں تو اگر فقہا کرام خطبہ کی نسبت بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بلکہ تمام سلف و خلف کے عمر بھر کے تعامل کو دیکھکر یہ حکم لگا دیں کہ وہ مسلمانوں کی سرکاری زبان میں ہی ہونا چاہئے تو کیا بعید ہے۔ مسلمانوں کا فرض منصبی ہوگا کہ اگر وہ اس وعظ و پند سے متمتع ہونا چاہتے ہیں تو اس سرکاری زبان (عربی) کو سیکھیں یا جاننے والوں سے دریافت کر لیں یا کم از کم خطبہ کا ترجمہ ہی یاد رکھیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فارس میں تشریف لا کر خطبہ فارسی زبان میں نہیں بلکہ عربی زبان میں پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے موطا کی شرح میں تحریر فرمایا ہے۔ اور شاید اسلئے امام رافعی نے جو کہ اعیان شوافع میں سے ہیں کہا ہے کہ وھل یشترط کون الخطبۃ کلھا بالعربیۃ وجھان اصحیح اشتراطہ فان لم یکن فیھم من یحسن العربیۃ خطب لغیرھا ویجب علیھم التعلم والاعصوا ولاجمعۃ لھم الاحیاء للسید مرتضی الزبیدی جلد ثالث صفحہ ٢٣٦۔ اور یہی وجہ ہے کہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما قادر علی العربیۃ کی نسبت فرماتے ہیں کہ اگر وہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھیں تو صحیح نہیں

الحمد للہ الذی ھدانا لخیر الادیان وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ واکمل لنا دیننا واتم علینا نعمتہ ورضی لنا الاسلام دینا فلا نعبد ولا نستعین الا ایاہ۔ الف بین قلوب اھل الایمان فاصبحوا بنعمتہ اخوانا وحثھم علی ان یکونوا کاعضاء جسد واحد انصارا واخدانا۔ ونھاھم عن موالاۃ اعدائہ اعداء الاسلام والمسلمین۔ واوعدھم بمس النار والخذلان علی الرکون الی الظالمین۔ والصلوۃ والسلام علی شمس الھدایۃ والیقین الممیز بین الطیب والخبیث المھین۔ المامور بالغلظۃ والجھاد علی الکفار والمنافقین۔ واعداد المستطاع من القوۃ المرھبۃ قلوب اعداء اللہ المخذولین۔ سیدنا ومولانا محمد المبعوث رحمۃ للعالمین۔ منقذا للخلائق من غضب اللہ ذی القوۃ المتین۔ وعلی آلہ وصحبہ الاشداء علی الکفار الرحماء بین المومنین۔ واتباعہ وتابعیھم الی یوم القیامۃ الحماۃ بیضۃ الاسلام والدین المبین۔ اما بعد فیا ایھا الناس الا ھذا التناعس الفظیع ولم یزل القرآن العظیم ینبھکم والا م ھذا التناوم الشنیع ولم یبرح الدھر الیقظان یوقظکم۔ اما آن لکم ان الامم قد تداعت علیکم تداعی الاکلۃ علی القصعۃ۔ واجتمعت علی ان تبلع المسلمین وبلادھم فتمضغھا مضغۃ۔ حتام تخشون الناس واللہ احق ان تخشوہ۔ وحتام تتولون الاعداء واللہ ورسولہ احق ان تتولوہ۔ افطال علیکم الامد کالذین من قبل فقست قلوبکم۔ ام زال عنکم الخشوع لذکر اللہ فتحجرت افکارکم وعقولکم۔ الا تدرون ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار عن مخافۃ اللہ۔ وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء او یھبط من خشیۃ اللہ۔ احسبتم ان تترکوا ان تقولوا آمنا

وانتم لا تفتنون ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يأتكم مثل الذين
خلوا من قبل وتبتلون بمثل ما كانوا يبتلون فوالله ليعلمن الله الذين صدقوا
وليعلمن الكاذبين وليعلمن الله الذين جاهدوا منكم وليعلمن الصابرين
فقد ورد في الخبر عن النبي الصادق الابر صاحب القدر الاعظم
صلى الله عليه وسلم انه قال سيكون بعدي امراء فمن دخل
عليهم فصدقهم بكذبهم واعانهم على ظلمهم فليس مني ولست
منه وليس بوارد علي الحوض ومن لم يدخل عليهم ولم يصدقهم
بكذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فهو مني وانا منه وهو وارد علي
الحوض وقال عليه الصلوة والسلام لا تحاسدوا ولا تباغضوا
ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا وقال الله تعالى في كتابه
العظيم بشر المنافقين بان لهم عذابا اليما ۝ الذين يتخذون
الكافرين اولياء من دون المؤمنين ايبتغون عندهم العزة فان
العزة لله جميعا بارك الله لنا ولكم في القرآن ونفعنا واياكم بالآيات والذكر الحكيم

الخطبة الثانية

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه
ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله
فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله
وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله
صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه وبارك وسلم اما بعد فيا ايها
الناس اتقوا الله تعالى في السر والعلن وذروا الفواحش ما ظهر منها

وما بطن وحافظوا على الجمع والجماعة ووطنوا انفسكم على السمع
والطاعة واعلموا ان الله امركم بامر بدأ فيه بنفسه ثم ثنى
بملائكة قدسه ثم ثلث بالمؤمنين من بريته جنه وانسه فقال
ولم يزل قائلا كريما تبجيلا لقدر حبيبه وتشريفا وتعظيما ان
الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه
وسلموا تسليما وقال عليه الصلوة والسلام وهو في قبره حي
البخيل من ذكرت عنده ولم يصل علي وقال عليه الصلوة والسلام
وكفى به ابتهاجا وفخرا من صلى علي واحدة صلى الله عليه عشرا اللهم
فصل وسلم وبارك على احب خلقك اليك واكرمهم لديك
سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه وتابعيه كما تحب وترضى عدد ما
تحب وترضى يا كريم وارض اللهم عن صديق نبيك وصديقه وانيسه
في الغار ورفيقه من قال في حقه سيد من جاء منك بالنهي والامر لو كنت
متخذا خليلا غير ربي لاتخذت ابا بكر وارض اللهم عن الناطق
بالصدق والصواب الفارق بين الحق والباطل الاواه الاواب من قال
في حقه سيد الجن والبشر لو كان بعدي نبي لكان عمر وارض اللهم عن
كامل الحياء والايمان محيي الليالي قياما ودراسة وجمعا للقرآن من قال
في حقه اكمل الخلائق وسيد ولد عدنان لكل نبي رفيق في الجنة و
رفيقي فيها عثمان بن عفان وارض اللهم عن مركز الولاية والقضاء
وباب مدينة العلم والبهاء ليث بني غالب امام المشارق والمغارب من
قال في حقه النبي الاواه من كنت مولاه فعلي مولاه وارض اللهم عن
السيدين الشهيدين القمرين المنيرين ريحانتي سيد الكونين

من قال في حقهما امنين فضا الدارين. سيدا شباب اهل الجنة الحسن
والحسين. وارض اللهم عن امهما البتول الزهراء بضعة جسد النبي عليه
الصلوة والسلام العزيزة الغراء من قال في حقها منقذ الخلائق عن النار
الحاطمة. سيدة نساء اهل الجنة فاطمة رض. وارض اللهم عن عمي نبيك
المخصوصين بالكمالات بين الناس. ابي عمارة الحمزة وابي الفضل العباس رض
وارض اللهم عن الستة الباقية من العشرة المبشرة بالجنة الكرام وعن
سائر البدريين واصحاب بيعة الرضوان الليوث العظام. وعن سائر
الانصار والمهاجرين من الصحابة والتابعين. واتباعهم وتابعيهم اجمعين
الى يوم الدين. اللهم لا تجعل لهم لاحد منهم في عنقنا ظلامة. ونجنا
بحبهم عن اهوال يوم القيامة واجعلهم شفعاء لنا ومشفعين بين يديك
يوم المحشر. اللهم يا من امره بين الكاف والنون. ومن اذا اراد شيئا قال له
كن فيكون. نتوسل اليك بجاه نبيك الامين المامون. ان تنصر الاسلام
والمسلمين. وتنجز وعد وكان حقا علينا نصر المومنين. وفق ولاة الاسلام وسلاطينهم
لما تحبه وترضاه واعصمهم عن الضلال والغي والميل الى الشيطان والاهواء. اللهم انصر
من نصر الدين القويم واجعلنا منهم واخذل من خذل المسلمين ولا تجعلنا معهم.
واغفر اللهم جميع المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات. الاحياء منهم
والاموات انك سميع قريب مجيب للدعوات. يا رب العالمين. ربنا ظلمنا
انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين. ربنا لا تزغ قلوبنا بعد
اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب. واعف عنا واغفر لنا
وارحمنا انت مولنا فانصرنا على القوم الكافرين. عباد الله رحمكم الله
ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر
والبغي يعظكم لعلكم تذكرون. اذكروا الله تعالى يذكركم وادعوه يستجب لكم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واعز واجل واتم واهم واعظم واكبر

(كتبه احقر بنده محمد فاروق)

امام صاحب اگرچہ صحیح کہتے ہیں لیکن پسندیدہ انکے نزدیک بھی یہی ہے کہ عربی میں پڑھا جاوے۔ درمختار میں شروع
فی الصلوٰۃ کے متعلق یہی خلاف نقل کرکے لکھا ہے۔ وعلی ھذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوٰۃ
یہ امر بھی قابل غور ہے کہ جب کوئی مضمون کسی عبارت میں ادا کیا جائے تو مضمون کیساتھ الفاظ کی
انکی ترکیب بھی شریعت اور عقل و عرف کے اعتبار سے ایک بڑی حد تک قابل رعایت ہوتی ہیں قرآن
شریف تو کلام الٰہی ہے اسلئے مضامین کی محافظت کیساتھ اسکی کسی ایک لفظ اور ایک شوشہ
کو کوئی بڑے سے بڑا نبی اور فرشتہ بھی تبدیل نہیں کرسکتا اور اگر اسکی تھوڑی سی بھی اجازت ہوتی تو یقیناً
اس ترمیم و تغیر کا سلسلہ نالائقوں کے ہاتھوں سے اس حد پر جا کر منتہی ہوتا جہاں آج کتب عہد عتیق
اپنے مترجمین اور ترجموں پر قناعت کرنیوالے پیروں کے مسلسل مساعی کی بدولت نظر آرہی ہیں۔
اسلئے ائمہ اسلام نے تو قرآن شریف سے بھی گذر کر رسول کریم (فداہ ابی وامی) کے کلام میں بھی اسدرجہ
احتیاط کو کام فرمایا ہے کہ وہ تا امکان حدیث کی روایت باللفظ ہی کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے
ہیں اور جہاں کہیں ایسا نہ کرسکیں تو بسا اوقات۔ اوکما قال کہکر فارغ الذمہ ہوجاتے ہیں۔
صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ روایت کی کہ بنی الاسلام علی خمسۃ
ان یوحد اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصیام رمضان والحج مجلس میں ایک شخص نے اسکو یوں ادا کیا
والحج وصیام رمضان تو ابن عمر نے فرمایا کہ نہیں وصیام رمضان والحج ھکذا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک دعا تلقین فرمائی جس میں ونبیک الذی ارسلت
یہ الفاظ بھی تھے اُسنے اسکے بجائے ورسولک الذی ارسلت پڑھا تو جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے آپ نے اسپر انکار فرمایا
ونبیک الذی ارسلت کو پھر دہرایا ایک خطیب نے آپ کے عہد مبارک میں ومن یعصہما فقد غوی
بجائے۔ ومن یعص اللہ ورسولہ کے کہا تو آپ کی جناب سے اسکو۔ بئس الخطیب کا خطاب ملا۔
ان چند نظائر سے جو نمونہ کے طور پر پیش کیگئی ہیں یہ خوب واضح ہوتا ہے کہ شریعت بیضاء نے مضمون
کیساتھ ساتھ الفاظ وعبارات کے بھی انتہا درجہ تک نگہداشت کی ہے اور انکو محض لغو اور
بیکار چیز نہیں تصور کیا ہے اسلئے بغایت ضرور ہے کہ ہماری نمازوں اور ہمارے خطبوں وغیرہ میں بھی الفاظ
وعبارات منقولہ کی علی حسب تفاوت الدرجات کامل نگرانی کیجائے خصوصاً خطبۃ الجمعہ میں جسکو محققین
نے بعض حیثیات سے دو رکعت ظہر کا قائم مقام قرار دیدیا ہے چنانچہ قدماء مشائخ حنفیہ میں سے بھی بعض حضرات
کا قول مبسوط سرخسی میں منقول ہے۔ قال بعض مشائخنا الخطبۃ تقوم مقام رکعتین فلہذا لا تجوز الا بعد

دخول الوقت اگرچہ خود امام سرخسیؒ کے نزدیک قول اسوجہ سے زیادہ صحیح نہیں کہ خطبہ میں استقبال قبلہ نہیں ہوتا اور نہ اثنا خطبہ میں کلام کرنا اسکے لئے قاطع ہے اور نہ اسکے لئے وضو شرط ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر نائب و منیب میں ایسی جمیع الوجوہ مشاکلت شرط ہو تو شاید تیمم بھی وضو اور غسل کا خلیفہ نہ بن سکے اور نہ جنازہ کی چار تکبیریں چار رکعتوں کے قائم مقام ہو سکیں حالانکہ خود امام ممدوح نے اسکا اعتراف فرمایا ہے بہرحال محققین نے اسی کو اپنے موقع میں مرجح سمجھا ہے کہ خطبہ الجمعہ دو رکعت ظہر کے قائم مقام ہے اس اعتبار سے اسمیں عربی زبان کی رعایت اور بھی اہم ہوئی جاتی ہے۔ ادہر عقلی حیثیت سے بھی یہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ جو کہ بہت بڑا شعار اسلام ہے عربی ہی میں پڑھا جاوے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اقوام عالم میں سے کسی قوم کو جب خدا تعالیٰ دنیا میں ترقی عنایت فرماتا ہے تو اسکے تمدن کے سامنے تمام دوسری اقوام کی گردنیں طوعاً و کرہاً جھک جاتی ہیں اور اسکے آثار قاہرہ کا تسلط خود بخود بنی نوع انسان کی حالتوں پر قائم ہوتا رہتا ہے یہانتک کہ وہ قوم چلی جاتی ہے لیکن اسکے آثار نہیں جاتے اور وہ مٹ جاتی ہے مگر اسکی یادگاریں نہیں مٹتیں پس جبکہ مسلمان بحیثیت مسلمان ہونیکے عرب سے نکلکر چاردانگ عالم میں اپنے مذہب کی منادی کرنیکے لئے بڑھے تو انکا عظیم الشان تمدن بھی انکے ساتھ ساتھ چلا اور جہاں جہاں انکے مبارک قدم پہونچتے گئے تو انکی حکومت کیساتھ انکا مذہب اور انکا تمدن بھی اپنے قدم جماتا گیا اکثر بڑی بڑی اقلیموں کے تمدنوں کو مٹا کر اسلامی تمدن نے انکی جگہ لیلی زبان چونکہ سیاست مدن کے ماہرین کے نزدیک انسانی تمدن کا ایک جزو اعظم ہے اسکی وسعت اثر کو کسی قوم کی ترقی و تنزل میں بہت زیادہ دخل ہے اور مسلمانوں کی مذہبی زبان عربی ہیں (جسکو ہم اسوجہ سے کہ انکا مذہب ہی انکی قومیت ہے انکی قومی زبان بھی کہہ سکتے ہیں) قدرتی طور پر کچھ قبولیت عامہ حاصل کرنیکی استعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ جب عربوں کا گذر کسی ملک پر ہوا تو یہ نہایت حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ انکی قومی و مذہبی زبان عربی وہاں ایسی مقیم ہوئی کہ انکے رخصت ہونیکے بعد بھی اُس نے اپنی حکومت وہاں سے نہیں اُٹھائی۔

ڈاکٹر گستاؤلی بان کہتا ہے کہ زبان عربی کی نسبت ہمکو وہی کہنا ہے جو ہمنے مذہب عرب کی نسبت کہا ہے یعنی جہاں پہلے ملک گیر اپنی زبان کو مفتوحہ ممالک میں جاری نہ کر سکے تھے عربوں نے اس میں کامیابی حاصل کی اور مفتوحہ اقوام نے انکی زبان کو بھی اختیار کر لیا یہ زبان ممالک اسلامی میں اس درجہ پھیل گئی کہ اسنے یہاں کی قدیم زبانوں یعنی سریانی۔ یونانی۔ قبطی۔ بربری وغیرہ کی جگہ لیلی ایران میں بھی ایک مدت تک عربی زبان قائم رہی اور اگرچہ اسکے بعد زبان فارسی کی تجدید ہوئی لیکن اسوقت تک علما کی تحریریں اسی زبان

میں ہوتی تھیں ایران کے کل علوم و مذہب کی کتابیں عربی میں لکھی گئی ہیں ایشیا، کا اس قطعہ میں زبان عربی کی وہی حالت ہے جو ازمنہ متوسطہ میں زبان لاطینی کی حالت یورپ میں تھی ترکوں نے بھی جنہوں نے عربوں کا ملک فتح کئے انہیں کی طرز تحریر اختیار کر لی اور اسوقت تک ترکوں کے ملک میں کم استعداد کے لوگ بھی قرآن کو بخوبی سمجھ لیتے ہیں۔

یورپ کی لاطینی اقوام کی البتہ ایک مثال ہے جہاں عربی زبان نے انکی قدیم السنہ کی جگہ نہیں لیلی لیکن یہاں بھی انھوں نے اپنے تسلط کے بین آثار چھوڑے ہیں موسیو ڈوزی اور موسیو انگلمین نے ملکر زبان اندلس اور پرتگال کے ان الفاظ کی جو عربی سے مشتق ہیں ایک لغت تیار کر لی ہے فرانس میں بھی عربی زبان نے بڑا اثر چھوڑا ہے موسیو سدی یو نہایت درست لکھتے ہیں کہ ادوار متوسطہ میں بھی زبان عربی الفاظ سے زیادہ معمور ہوگئی ہیں اور انکے ناموں کی صورت بھی بالکل عربی ہے" فرانسیسی زبان کے ایک لغت نویس جنہوں نے الفاظ کا اشتقاق دیا ہے لکھتے ہیں کہ جنوبی فرانس میں عربوں کے قیام کا کوئی اثر نہ محاورہ پر رہا ہے نہ زبان پر جو فہرست اوپر لکھی جاچکی ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اس رائے کی کسقدر وقعت ہے نہایت تعجب کی بات ہے کہ اب بھی ایسے تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں جو اس قسم کے مہمل قول کا اعادہ کرتے ہیں" انتہی خیال کرو کہ اگر اگلے زمانہ کے مسلمان بھی ہماری طرح یہی رائے رکھتے ہوتے کہ خطبہ جس زبان میں چاہو پڑھو اور نماز جس لغت میں مناسب سمجھو ادا کرو اور قرآن و حدیث وغیرہ کے ترجموں اور متبرک الفاظ سے قطع نظر کرکے محض اسکے مضامین و احکام سے سروکار رکھو تو کیا واقعی مسلمانوں کے عروج و فروغ کی یہ عبرت انگیز کہانی جسکے بیان میں ایک نصرانی مورخ استاد رطب اللسان ہے دنیا میں آج باقی رہتی اور اسلام کو نہیں بلکہ اسکی اصلیت کی اُس آن بان کو جو اسوقت بھی ویران کھنڈروں میں اپنی پرانی شان دکھارہی ہے کسی مسلم یا کافر کی آنکھیں دیکھ سکتیں سچ یہ ہے کہ ہمنے قرآن شریف یا حدیث یا خطبہ وغیرہ عربی زبان میں پڑھ لینے کو آجتک کلمۃ الاسلام کے اتحاد میں کچھ بھی موثر نہیں سمجھا حالانکہ اس ذرا سی بات کی قدر و قیمت فرانس کے اس عیسائی مورخ سے پوچھو جو اپنے سمجھا دینے والے لہجہ میں لکھتا ہے کہ اُن مختلف اقوام عالم میں جو اسلامی قانون کے پابند ہیں دو چیزوں نے باہم اتفاق پیدا کر رکھا ہے اوّل زبان عربی اور ثانیاً حج بیت اللہ جہاں تمام عالم کے مسلمانوں کو یکجا ہونا پڑتا ہے ہر ایک مسلمان کو گو وہ کسی فرقہ کا کیوں نہو ضرور ہے کہ قرآن مجید کو عربی میں پڑھ سکے اور اسوجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ زبان عربی تمام عالم میں مروج ہے اگرچہ پیروان اسلام اسوقت بہت ہی مختلف اقوام اور اجیال کے اشخاص ہیں لیکن ان سب میں ایک قسم کا اندرونی تعلق ہے جسنے انکو دینی اخوت کے رشتہ میں بالکل جکڑ بند کر رکھا ہے اشاعت قرآن اور دین اسلام کی حیرت انگیز سرعت نے مورخین مخالف کو نہایت تعجب میں ڈالا ہے ایک اور مقام پر لکھتا ہے

کہ عربوں کے ملک گیری میں ایک خاص بات جو انکے بعد کی ملک گیریوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی اور اقوام نے بھی مثل عربوں اور ترکوں کے ملک گیری کی ہے لیکن انہوں نے کوئی تمدن قائم نہیں کیا اور انکی ساری ہمت اسی میں مصروف رہی کہ جہانتک ممکن ہو اقوام مفتوحہ کے مال سے فائدہ اٹھاویں برخلاف اسکے عربوں نے قلیل زمانہ میں ایک جدید تمدن کی عمارت کھڑی کردی اور انہوں نے ایک گروہ اقوام کو اس جدید تمدن کیساتھ اپنے مذہب اور اپنی زبان سیکھنے پر آمادہ کردیا عربوں کی صحبت کیساتھ ہی مصر اور ہندوستان کی سی قدیم اقوام نے انکا دین انکا لباس انکی طرز معیشت بلکہ انکا طریقہ تعمیر تک اختیار کرلیا عربوں کے بعد بہت سی اقوام نے انہی خطوں پر حکومت کی مگر پیغمبر اسلام کی تعلیم کا اثر اسوقت تک ان ملکوں میں باقی ہے کل ممالک افریقہ اور ایشیا میں مراکش سے لیکر ہندوستان تک جہاں کہیں عرب پہنچے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکا اثر ان ملکوں میں ہمیشہ کیلئے قائم ہوگیا ہے بہت سے نئے ملک گیروں نے ان ممالک کو عربوں کے بعد فتح کیا ہے لیکن وہ انسے عربوں کے مذہب اور عربوں کی زبان کو ہرگز نہیں مٹا سکے۔

الغرض ایک محقق اور عقلمند آدمی ہمارے تمام سابق بیانات سے اسکو خوب سمجھ سکتا ہے کہ شرعی اور تمدنی دونوں حیثیتوں سے زید کی رائے صحیح اور عمر کا خیال غلط ہے اور ہرگز مناسب نہیں کہ ہر ایک زبان میں خطبہ اور قرآن پڑھنے کی رائے دیکر مسلمانوں میں تفرق و تشتت کا ایک کریہ منظر رونما کیا جاوے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب۔

(۲) ایسے مسلمان جو عربی سے ناواقف ہوں اور قرآن پاک کے معانی کو نہ سمجھتے ہوں وہ برابر احکام شرعیہ کے اسیطرح مکلف ہیں جسطرح انگریزی قانون کو نہ پڑھ سکنے اور نہ سمجھ سکنے والوں پر بھی اسکا اتباع حکومت کیطرف سے ضروری ہے کیونکہ جب قانون عام بنگیا تو ہر ایک فرد رعایا کا یہ فرض ہے کہ وہ اسکو جس طریق سے ممکن ہو معلوم کرے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ ؎
ایسے لوگوں کی نماز وغیرہ نہ معتبر ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ واللہ اعلم

(۳) و (۴) عام قاعدہ تو جماعت کے متعلق وہی ہے جسکو آپ نے ان الفاظ میں ادا فرمایا ہے کہ من ام منکم فلیخفف فان فیہم الضعیف والکبیر وذا الحاجۃ۔ اور بالخصوص جمعہ و عیدین میں آپ سے سبح اسم ربک الاعلی۔ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھنا ثابت ہے اور جمعہ میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون بھی پڑھنا ثابت ہے باقی ہمارے امام ابو حنیفہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کسی سورت کی توقیت مناسب نہیں اسکی مفید تشریح حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رضی اللہ عنہ نے مصفی شرح موطا میں اسطرح کی ہے کہ در پیش مالکیہ و شافعیہ مستحب است

قراءۃ سورہ جمعہ و منافقون ہمچنین قراءۃ سبح اسم و غاشیہ و حنفیہ توقیت بعض قرآن ببعض صلوۃ مکروہ داشتند و تفسیر کلام الشان چنانچہ محققان نوشتہ اند آنست کہ این کراہت در صورتیست کہ بغیر آن نماز را جائز ندارد یا قراءۃ بغیر آن مکروہ شمارد و اگر بجہت آسانی یا تبرک بالقراءۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم التزام کند ہیچ باک نیست لیکن می باید کہ گاہ گاہ غیر آن نیز خواندہ باشد تا جاہلان از ارکان صلوۃ نشمارند واللہ اعلم۔

(۵) اسباب و عوارض عمومیہ کیوجہ سے جن سے کم کوئی جماعت خالی ہو سکتی ہے تخفیف قرارت اصل ہے اور طول لعذر لیکن اصل حقیقت صلوۃ کے اعتبار سے جو کہ محققین نے بیان کی ہے طول اصلی ہے اور تخفیف لعذر و تفصیلہ تطلب من کتب المحققین کالشیخ العلامۃ مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ۔

(۶) جو شخص قرآن پاک کے معانی نہ سمجھے اسکو بھی قرآن شریف ضرور پڑھنا چاہئے اور بیشک اسکو ثواب ملتا ہے جامع ترمذی میں ہے من قرأ حرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالہا لا اقول الم حرف بل الف حرف ولام حرف ومیم حرف اسکے سوا اور بھی روایات ہیں جنکے سیاق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نفس الفاظ و حروف کا تلفظ کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے تطویل کے خیال سے انکے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ خادم دار العلوم دیوبند ذیقعدہ ۱۳۲ھ

الجواب صحیح	للہ در الفاضل المجیب ما احسن ما اجاب	
بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند	حضرت مولانا الاستاذ العلامہ محمود حسن عفی عنہ زید مجدہم السامی صدر مدرس دار العلوم دیوبند	للہ در العلامۃ المجیب المصیب خرج عن الحق حتی قد بین الصبح لذی عینین (حضرت مولانا) محمد انور شاہ (صاحب) سلمہ اللہ تعالی مدرس مدرسہ دار العلوم دیوبند

خطبہ جمعہ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ محمد اسمعیل صاحب شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الذَّاتِ عَظِيْمِ الصِّفَاتِ سَنِيِّ السِّمَاتِ كَبِيْرِ الشَّانِ ۵ جَلِيْلِ الْقَدْرِ رَفِيْعِ الذِّكْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِيِّ الْبُرْهَانِ ۵ فَخِيْمِ الْاِسْمِ عَزِيْزِ الْعِلْمِ وَسِيْعِ الْحِلْمِ كَثِيْرِ الْغُفْرَانِ ۵ جَمِيْلِ الثَّنَاءِ جَزِيْلِ الْعَطَاءِ مُجِيْبِ الدُّعَاءِ عَمِيْمِ الْاِحْسَانِ ۵ سَرِيْعِ الْحِسَابِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ اَلِيْمِ الْعَذَابِ عَزِيْزِ السُّلْطَانِ ۵ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

لا شريك له في الخلق والأمر ۝ ونشهد أن سيدنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله
المبعوث إلى الأسود والأحمر المنعوت بشرح الصدر ورفع الذكر وصلى الله
عليه وعلى آله وأصحابه الذين هم خلاصة العرب العرباء وخير الخلائق بعد الأنبياء
أما بعد فيا أيها الناس وحدوا الله فإن التوحيد رأس الطاعات واتقوا الله فإن التقوى
ملاك الحسنات وعليكم بالسنة فإن السنة تهدي إلى الطاعة ومن أطاع الله
ورسوله فقد رشد واهتدى ۝ وإياكم والبدعة فإن البدعة تهدي إلى المعصية
ومن يعص الله ورسوله فقد ضل وغوى ۝ عليكم بالصدق فإن الصدق ينجي
والكذب يهلك ۝ عليكم بالإحسان فإن الله يحب المحسنين ولا تقنطوا من رحمة
الله فإنه أرحم الراحمين ۝ ولا تحبوا الدنيا فتكونوا من الخاسرين ۝ ألا وإن نفسًا
لن تموت حتى تستكمل رزقها فاتقوا الله وأجملوا في الطلب وتوكلوا عليه فإن الله
يحب المتوكلين ۝ وادعوه فإن ربكم مجيب الداعين ۝ واستغفروه يمددكم بأموال
وبنين ۝ أعوذ بالله من الشيطان الرجيم وقال ربكم ادعوني أستجب لكم إن
الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين ۝ بارك الله لنا ولكم
في القرآن العظيم ونفعنا وإياكم بالآيات والذكر الحكيم أستغفر الله لي ولكم
ولسائر المسلمين ۝ فاستغفروه إنه هو الغفور الرحيم ۝

خطبہ ثانیہ	بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور
أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي
له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن محمدًا عبده و
رسوله ۝ صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وسلم تسليمًا كثيرًا كثيرًا أما بعد فإن
أصدق الحديث كتاب الله وأوثق العرى كلمة التقوى وخير الملل
ملة إبراهيم وخير السنن سنة محمد صلى الله عليه وسلم وأشرف
الحديث ذكر الله وأحسن القصص هذا القرآن وخير الأمور عوازمها وشر ا
لأمور محدثاتها وأشرف الموت قتل الشهداء وأعمى العمى الضلالة بعد
الهدى وخير العلم ما نفع ۝ وخير الهدى ما اتبع ۝ ومن الناس من لا يأتي
بالصلوة إلا دبرًا ومنهم من لا يذكر الله إلا هجرًا ۝ وأعظم الخطايا
اللسان الكذوب وخير الغنى غنى النفس وخير الزاد التقوى وخير ما
ألقي في القلوب اليقين والارتياب من الكفر والنياحة من عمل الجاهلية
والغلول من جثاء جهنم والكنز كي من النار والشعر من مزامير إبليس والخمر
جماع الإثم والنساء حبالة الشيطان والشباب شعبة من الجنون وشر
المكاسب كسب الربو وشر المآكل مال اليتيم والسعيد من وعظ بغيره
والشقي من شقي في بطن أمه وإنما يصير أحدكم إلى موضع أربعة أذرع

تمام بہشتی زیور جو مضامین ہر حصہ کے آخر میں بعد میں لگائے گئے ان کو ایک جگہ چھاپ دیا گیا ہے قیمت ایک روپیہ (عصہ)

وملاك العمل خواتمه وسباب المؤمن فسوق وقتاله كفر واكل لحمه من
معصية الله وحرمة ماله كحرمة دمه ومن يتأل على الله يكذبه وشر الروايا
الكذب ومن يكظم الغيظ يأجره الله ومن يصبر على الرزية يعوضه
الله ومن يستعف يعفه الله قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ارحم امتي
بامتي ابوبكر واشدهم في امر الله عمر واحياهم عثمان واقضهم علي
وسيدا شباب اهل الجنة الحسن والحسين وسيدة نساء اهل الجنة فاطمة
وسيد الشهداء حمزة اللهم اغفر للعباس وولده مغفرة ظاهرة وباطنة
لا تغادر ذنبا الله الله في اصحابي لا تتخذوهم من بعدي غرضا من احبهم
فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم وخير القرون قرني ثم الذين
يلونهم ثم الذين يلونهم والسلطان ظل الله في الارض من اكرمه اكرمه الله ومن
اهانه اهانه الله اللهم اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل
في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رءوف رحيم اللهم انصر من نصر دين محمد
واخذل من خذل دين محمد صلى الله عليه وسلم عباد الله رحمكم الله ان الله
يامركم بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي
يعظكم لعلكم تذكرون اذكروا الله يذكركم وادعوه يستجب لكم ولذكر
الله تعالى اعلى واولى واعز واجل واهم واتم واكبر۔

تمت